# عید مبارک کہنے کا مسنون طریقہ

جمع و ترتیب: محمد منیر قمر سیالکوٹی' ترجمان سپریم کورٹ الخبر سعودی عرب

نماز عید اور خطبہ کے بعد ایک دوسرے کو ملتے وقت محض عید مبارک' عید مبارک کہتے ہیں بلکہ صحیح و مسنون طریقہ یہ ہے کہ ایک دوسرے کو ملتے وقت کہا جائے :

تقبل اللہ منا و منکم

اللہ ہماری اور آپ کی عبادت قبول فرمائے !

کیونکہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں "محاملیات" کے حوالہ سے روایت بیان کی ہے جس کی سند کو حسن کہا ہے۔ اس میں جبیر بن نفیر بیان کرتے ہیں کہ :

کان اصحاب النبی ﷺ اذا التقوا یوم العید یقول بعضھم لبعض تقبل اللہ منا و منکم ( تمام المنہ ص ۳۵۶ )

نبی ﷺ کے صحابہ جب عید کے دن ایک دو رے سے ملتے تو کہتے اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری (عبادات) قبول فرمائے !

اور امام سیوطیؒ نے الحاوی للفتاوی کے جزو اول میں شامل رسالہ وصول الامانی فی اصول التہانی صفحہ ۱۰۹ میں اسی اثر کو زاہر بن طاہر کی کتاب "تحفہ عید الفطر" کی طرف اور ابواحمد فرضی کی طرف منسوب کیا ہے اور یہی الفاظ محاملی کی کتاب "صلاۃ العیدین" اور ابوالقاسم اصبہانی کی "الترغیب والترہیب" میں بھی مروی ہے۔ اور اس روایت کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے جسے ابن الترکمانی نے "الجواہر النقی" (۳۲۰/۳) میں محمد بن زیادہ سے روایت کیا ہے جس میں وہ کہتے ہیں :

کنت مع ابی امامۃ الباہلی وغیرہ من اصحاب النبی ﷺ فکانوا اذا

رجعوا یقول بعضهم لبعض تقبل الله منا و منک
میں ابوامامہ اور دوسرے اصحاب النبی ﷺ کے ساتھ تھا وہ جب (عید گاہ سے) لوٹتے تو ایک دوسرے کو کہتے کہ اللہ ہماری تمہاری (عبادت) قبول کرے۔ اس روایت کے بعد امام احمد کا قول نقل کیا ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ اس کی سند جید ہے۔ لیکن ابن ترکمانی نے یہ ذکر نہیں کیا کہ یہ روایت کس کی ہے اس میں (للتفصیل المنہ ص ۳۵۴ ۳۵۲)

ان آثار سے معلوم ہوا کہ عید کے دن ایک دوسرے کو عید مبارک' عید مبارک کہنے کی بجائے مسنون طریقہ پر مذکورہ دعائیہ الفاظ ہی کہنا اور ان ہی کو رواج دینا چاہیے تاکہ ثواب بھی ہو۔ واللہ الموفق

## نماز عیدین کے بعد مصافحہ اور معانقہ کی شرعی حیثیت

عید الفطر ہو یا عید الاضحی' نماز عید سے فارغ ہو کر خطبہ ختم ہونے پر جب لوگ عید گاہ میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو سلام و مصافحہ اور معانقہ بھی کرتے ہیں اور ساتھ ہی عید مبارک' عید مبارک کی رٹ لگاتے ہیں۔ ہمارے ہاں یہ سلسلہ صرف عید گاہ تک ہی نہیں بلکہ کئی دنوں تک ہر جگہ چلتا رہتا ہے۔ ان ہر دو امور میں سے عید مبارک' عید مبارک کہنے کی بجائے تو مسنون الفاظ ذکر کئے جا چکے ہیں کہ تقبل اللہ منا و منکم کہنا چاہیے جبکہ مصافحہ و معانقہ کی شرعی حیثیت اور خصوصاً عیدین کی نماز کے بعد اس کا کیا حکم ہے؟ اس سلسلہ میں برصغیر کے ایک معروف عالم و محدث کبیر علامہ شمس الحق عظیم آبادی ڈیانوی "(مولف عون المعبود شرح ابی داؤد) نے ایک مفصل فتویٰ رقم فرمایا تھا جو ایک رسالہ کی شکل میں بھی شائع ہوا تھا۔ اور بعد میں مولانا محمد عزیز صاحب نے جب علامہ موصوف کے مختلف کتب میں بکھرے ہوئے فتاوی کو یکجا کر کے "فتاوی مولانا شمس الحق عظیم آبادی" کے نام سے مرتب کیا (جسے علمی اکیڈمی کراچی نے ۱۹۸۹ء میں شائع کیا) تو انہوں نے اس فتویٰ کو بھی اس مجموعہ میں صفحہ ۱۱۶ تا ۱۲۵

نقل کر دیا جسے ہم نے افادہ عام من و عن یہاں نقل کر رہے ہیں

## عیدین کے بعد مصافحہ و معانقہ کا شرعی حکم

الحمد لله رب العالمین ' و الصلاۃ و السلام علی رسوله محمد و اله و اصحابه و ازواجه اجمعین

سوال :۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس مصافحہ و معانقہ کے بارے میں جو خاص کر عیدین میں بعد نماز کے ہوتا ہے؟ اور مصافحہ و معانقہ کا ایک ہی حکم ہے یا کوئی فرق ہے ؟ ان دونوں کا کون سا وقت اور موقع ہے ؟ جواب اس کا حدیث اور فقہ سے دیا جائے

جواب :۔ ان الحکم الا لله العظیم جاننا چاہیے کہ مصافحہ کرنا وقت ملاقات کے احادیث صحیحہ سے ثابت ہے' پس جب اور جس وقت دو مسلمان ملاقاتی ہوں' دونوں بعد سلام کے مصافحہ کریں۔ سنن الترمذی:

عن البراء بن عازب قال قال رسول الله و سلم ما من مسلمین یلتقیان فیتصافحان الا غفرلهما قبل ان یتفرقا۔ قال الترمذی حدیث حسن

و عن حذیفة بن الیمان عن النبی ﷺ قال ان المومن اذا لقی المومن فسلم علیه و اخذ بیده تناثرت خطایاهما کما تتناثر ورق الشجر رواه الطبرانی فی الوسط و سنده حسن

و عن سلمان الفارسی ان النبی ﷺ قال ان المسلم اذ لقی اخاه فاخذ بیده تحاتت عنهما ذنوبهما کما یتحات الورق عن الشجرة الیابسة رواه الطبرانی باسناد حسن قاله المنذری

اور سلام اور مصافحہ وقت رخصت کے بھی بعض روایات میں آیا ہے:

عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ اذا انتهی احدکم الی المجلس فلیسلم فاذا اراد ان یقوم فلیسلم فلیست الاولی باحق من

الاخرة رواه ابوداؤد' الترمذی و حسنه والنسائی و لفظ ابن حبان فی صحیحه اذا جاء احدکم الی المجلس فلیسلم فان بدا له ان یجلس فلیجلس و ان قام فلیسلم فلیست الاولی باحق من الآخرة

و عن ابن مسعود عن النبی ﷺ قال من تمام التحیة الا خذ بالید رواه الترمذی

اور معانقہ کرنا حضر میں ثابت نہیں بلکہ منع ہے۔ ہاں جو سفر سے آوے اس سے معانقہ کرنا مستحب ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

عن انس قال قال رجل یا رسول الله الرجل منا یلقی اخاه او صدیقه اینحنی له قال لا قال افیلتزمه و یقبله قال لا قال فیاخذ بیده و یصافحه قال نعم رواه الترمذی و ابن ماجه قال الترمذی هذا حدیث حسن

عن عائشة قالت قدم زید بن حارثة المدینة و رسول الله ﷺ فی بیتی فاتاه فقرع الباب فقام الیه رسول الله ﷺ عریانا یجر ثوبه و الله ما رایته لا قبله و لا بعد عریانا فاعتنقه و قبله رواه الترمذی

و عن انس قال کان اصحاب النبی ﷺ اذا تلاقوا تصافحوا و اذا قدموا من سفر تعانقوا رواه الطبرانی قال المنذری فی الترغیب و رواته کلهم محتج بهم فی الصحیح

امام نووی نے شرح صحیح مسلم اور کتاب الاذکار میں لکھا ہے:

و المعانقه و تقبیل الوجه لغیر القادم من سفر و نحوه مکروهان نص علی کراهته ابو محمد البغوی انتهی

و هکذا قال الطیبی فی شرح المصابیح و علی القاری فی المرقاة شرح المشکوة

اور شیخ عبدالحق دہلوی شرح فارسی مشکوۃ میں لکھتے ہیں:

مختار مذہب ہمیں است کہ معانقہ و تقبیل در قدوم سفر جائزاست بے

قراہت انتھی

اور فتاوی قاضی خان میں ہے: یکرہ المعانقہ النتھی

اور مدخل شیخ ابن الحاج مالکی میں ہے: و اما المعانقہ فقد کرھھا مالک انتھی

پس علماء حنفیہ و شافعیہ و مالکیہ کے نزدیک معانقہ کرنا ایسے شخص سے جائز ہے جو کہ سفر سے آتا ہو اور سوائے اس کے مکروہ ہے۔

باقی رہا مصافحہ و معانقہ بعد نماز عید کے' پس اس کا جواب یہ ہے کہ معانقہ و مصافحہ کرنا بعد عیدین کے ناجائز و بدعت ہے۔ اور یہ بدعت اگرچہ مدت قدیمہ سے جاری ہے مگر زمانہ قرون ثلاثہ میں اس کا وجود نہیں تھا۔ بعد قرون ثلاثہ کے یہ بدعت حادث ہوئی ہے۔ اور لوگوں کی یہ حالت ہے کہ مصلی یا مسجد میں عیدین کے دن نماز کے لئے جمع ہوتے ہیں اور سارے لوگ ایک جگہ موجود رہتے ہیں اور ایک دوسرے سے ملاقات ہوتی ہے۔ مگر وقت ملاقات کے سلام اور مصافحہ کچھ بھی نہیں کرتے۔ گویا وقت ملاقات کے یہ مسنون ہی نہیں ہے۔ پھر جیسے ہی نماز سے فرصت ہوئی ہر شخص نے مصافحہ یا معانقہ کرنا شروع کیا۔ گویا وقت مسنون اب آیا ہے۔ اور اس مصافحہ و معانقہ کو لوگ سنت صلاۃ عیدین سمجھتے ہیں۔ پس یہ مصافحہ و معانقہ جو اس خصوصیت کے ساتھ بعد نماز عیدین کے ہوتا ہے بلاشبہ بدعت اور محدث فی الدین ہے اور معانقہ کا حال اوپر معلوم ہوا ہے۔ کہ وقت قدوم مسافر کے مسنون ہے اور سوائے اس کے مکروہ ہے۔ پس معانقہ بعد صلاۃ العدین یہ بھی مکروہ ہوگا۔ شیخ احمد بن حنفی رومی نے مجالس الابرار و مسالک الاخیار میں لکھا ہے:

المجلس الخمسون فی بیان المصافحة و فوائدها و بدعیتها فی غیر محلها قال قال رسول الله ﷺ ما من مسلمین یلتقیان فیتصافحان الا غفرلهما قبل ان یتفرقا و یثبت شرعیة المصافحة عند

لقاء المسلم لاخيه فينبغى ان توضع حيث وضعها الشرع اما فى غير حال ملاقاة مثل كونها عقيب صلاة الجمعة و العيدين كما هو العادة فى زماننا فالحديث ساكت عنه فيبقى بلا دليل و قد تقرر فى موضعه ان ما لا دليل عليه فهو مردود لا يجوز التقليد فيه بل يروه ما روى عن عائشة انه عليه السلام قال من احدث فى امرنا هذا ما ليس منه فهو رد اى مردود فان الاقتدا لا يكون الا النبى عليه السلام اذ قال الله تعالى و ما اتاكم الرسول فخذوه و ما نهاكم عنه فانتهوا

یعنی اور بدون وقت ملاقات کے جیسے بعد نماز جمعہ اور عیدین کے جو اس زمانے میں عادت جاری ہے سو حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ پس یہ بلا دلیل ہے اور اپنی جگہ میں یہ بات ثابت ہے کہ جس امر کی کچھ دلیل نہیں ہوتی تو وہ مردود ہوتا ہے اس میں پیروی جائز نہیں بلکہ یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ہی رد ہوتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جس نے کچھ نئی بات نکالی ہمارے اس دین میں جو دین سے نہیں ہے سو وہ رد ہے یعنی مردود ہے۔ کیونکہ پیروی سوائے نبی ﷺ کے کسی کی نہیں اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
"اور جو دے میرا رسول تم کو وہ لے لو اور جس سے منع کرے اس کو چھوڑ دو

ایک آیت میں فرمایا:

فليحذر الذين يخالفون عن امره ان تصيبهم فتنة او يصيبهم عذاب اليم

سو ڈرتے رہیں جو لوگ خلاف کرتے ہیں اس کے حکم کا' کہ پڑے ان پر کچھ خرابی یا پہنچے ان کو عذاب درد دینے والا۔

علاوہ یہ ہے:

ان الفقهاء من الحنفية و الشافعية و المالكية صرحوا بكراهتها و

کونہا بدعۃ

فقہاء حنفی اور شافعی اور مالکی مذہبوں نے اس مصافحہ کو صاف مکروہ کہا ہے۔ اور بدعت ہے:

قال فی الملتقط یکرہ المصافحۃ بعد الصلاۃ بکل حال لان الصحابۃ ما صافحوا بعد الصلاۃ و لانہا من سنن الروافض

ملتقط میں ہے کہ مصافحہ بعد نماز کے بہرحال مکروہ ہے، اس واسطے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بعد نماز کے مصافحہ نہیں کیا، اور اس لئے کہ یہ طریقہ رافضیوں کا ہے۔

اور ابن حجر مکی شافعی نے کہا:

ما یفعلہ الناس فی المصافحۃ عقیب الصلوات الخمس بدعۃ مکروھۃ لا اصل لہا فی الشریعۃ المحمدیۃ ینبہ فاعلہا او لا بانہا بدعۃ مکروھۃ و یعزر ثانیا ان فعلہا

یہ جو لوگ پنجگانہ نمازوں کے بعد مصافحہ کیا کرتے ہیں بدعت مکروہہ ہے شریعت محمدی میں اس کی کچھ اصل نہیں مصافح کرنے والے کو پہلے جتلانا چاہیے کہ یہ بدعت ہے، اور اگر ترک نہ کرے تو پھر تعزیر دینا چاہیے۔

ینبغی ان یمنع الامام ما احدثوہ من المصافحۃ بعد صلاۃ الصبح و بعد صلاۃ الجمعۃ و بعد صلاۃ العصر و بل زاد بعضہم فعل ذلک بعد الصلوات الخمس و ذلک کلہ من البدع و موضوع المصافحۃ فی الشرع انما ہو عند لقاء المسلم لاخیہ لا فی ادبار الصلوات فحیث الشرع یضعہا و ینہی عنہا و یزجر فاعلہا لما اتی من خلاف السنۃ و ہذا التصریح منہم یشعر بالاجماع فلا یجوز المخالفۃ بل یلزم الاتباع لقولہ تعالی " و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدی و یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی و نصلہ جہنم و ساءت مصیرا"

لم يصرح الفقهاء بكراهتها بل كانت مباحة في نفسها لحكمنا في هذا الزمان بكراهتها۔ اذا واظب عليها الناس و اعتقدوها سنة لازمة بحيث يجيزون تركها حتى وصل الينا من بعض من اشتهر بالعلم انه قال هي من شعائر الاسلام فكيف يتركها من كان من اهل الايمان فانظروا يا اهل الانصاف اذا كان اعتقاد الخواص من هكذا فاعتقاد العوام ما ذا يكون وكل مباح ادى الى هذا فهو مكروه انتهى

امام کولازم ہے کہ مصافحہ سے جو بعد نماز صبح کے اور بعد نماز جمعہ کے اور بعد نماز عصر کے نیا نکال کر شروع کیا ہے' منع کردے بلکہ بڑھا کر پنجگانہ نماز کے بعد کرنے لگے ہیں' یہ تمام بدعت ہے' اور شرع میں مقام مصافحہ کا صرف وقت ملاقات کا مسلم بھائی مسلمان سے نمازوں کے بعد نہیں ہے۔ پھر جس جگہ شرع نے مقرر کیا ہے اسی جگہ قائم رکھنا چاہیے' اور مصافحہ کرنے والوں کو زجرکرنا چاہیے جبکہ خلاف سنت کرنے لگے۔ اور ان کی اس تصریح سے اجماع معلوم ہوتا ہے۔ سو مخالفت جائز نہیں ہے۔ بلکہ اتباع لازم ہے۔ واسطے قول اللہ تعالٰی کے "جو کوئی مخالفت کرے رسول کی جب کھل چکی ہواس پر راہ کی بات اور چلے خلاف سب مسلمانوں کی راہ سے' سو ہم اس کو حوالہ کریں جو اس نے پکڑے اور ڈالیں اس کو دوزخ میں' اور بہت بری جگہ پہنچا"

اور اگر فقہاء اس مصافحہ کو صاف مکروہ نہ کہتے بلکہ فی نفسہ مباح ہوتا تو بھی اس زمانہ میں کراہت کا حکم کرتے اس لئے کہ لوگ اس پر جم گئے ہیں۔ اور اس سنت لازمہ جانتے ہیں۔ کہ اس کا ترک کرنا جائز نہیں رکھتے' یہاں تک کہ ہم کو یہ خبر پہنچی ہے ایک شخص سے جو صاحب علم مشہور ہے کہتا ہے یہ مصافحہ اسلام کی نشانیوں میں سے ہے' جو ایمان والا ہے اس کو کیوں چھوڑ سکتا ہے۔

اب اے انصاف والو ! دیکھو تو جب خواص کا یہ اعتقاد ہو تو عوام کا کیا ہوگا؟ اور جو امر مباح اس نوبت کو پہنچ جائے پھر وہ بھی مکروہ ہے۔

اور کہا حافظ ابن القیم نے اغاثۃ اللہفان میں:

ان العمل اذا جری علی خلاف السنة فلا اعتبار به و لا التفات الیه و قد جری العمل علی خلاف السنة منذر من طویل فاذن لا بدلک ان تکون شدید التوقی من محدثات الامور و ان اتفق علیه الجمهور و لا یغرنک اطباقهم ما احدث بعد الصحابة بل ینبغی لک ان تکون حریصا علی التفتیش عن احوالهم و اعمالهم فان اعلم الناس و اقربهم الی الله تعالی اثبتهم و اعرفهم بطریقهم اذ منهم اخذ الدین و هم الحجة فی نقل الشریعة۔ عن صاحب الشرع ینبغی لک ان لا تبال بمخالفتک لاهل عصرک فی موافقتک لاهل عصر النبی علیه الصلاة والسلام

یعنی عمل جب خلاف سنت ہونے لگتا ہے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں اور نہ اس کی طرف کچھ التفات ہے اور بے شک عمل برخلاف سنت مدت دراز سے جاری رہا ہے۔ سو اب تجھ کو ضرور ہے کہ محدثات یعنی نئی نئی باتوں سے بہت ہی ڈرتا رہے اگرچہ اس پر جمہور متفق ہو گئے ہوں سو تجھ کو ان کا اتفاق نئے امور پر جو بعد صحابہ کے ہوگئے ہیں فریب نہ دے۔ بلکہ تجھ کو یہ لائق ہے کہ بہ حرص تمام ان کے احوال و اعمال کو ڈھونڈتا رہے کیونکہ تمام لوگوں میں بڑا عالم اور بڑا مقرب خدا تعالی کو وہ ہے جو صحابہ سے بہت مشابہہ اور ان کے طریقہ سے خوب واقف ہے' کیونکہ دین ان ہی سے حاصل ہوا ہے۔ اور نقل شریعت میں وہی اصل ہیں۔ سو تجھ کو لائق ہے کہ اس کی کچھ پرواہ نہ کرے کہ صحابہ کرام رضی الله عنهم کے موافق کرنے میں اپنے زمانے کے لوگوں سے مخالفت ہوگی۔

اور رد المختار حاشیہ در مختار میں ہے:

و نقل تبیین المحارم عن الملتقط انه تکره المصافحة بعد اداء الصلاة بکل حال لان الصحابة ما صافحوا بعد اداء الصلاة و لانها من سنن

الروافض

اور شیخ عبدالحق نے ترجمہ مشکوۃ میں لکھا ہے:

آنکہ بعضے مردم مصافحہ مسکینند بعد از نماز یا بعد از نماز جمعہ چیزے نیست و بدعت است از جہت تخصیص وقت انتہی

اور کتاب مدخل شیخ ابن الحاج مالکی کی جلد دوم فصل فی المصافحة خلف الصلاۃ میں اس کی پوری بحث ہے اور عبارت اوپر گزری ہے۔

اور مدخل دوم فصل فی سلام العیدین میں ہے:

و اما المعانقة فقد كرهها مالك و اجازها ابن عيينة اعنى عند اللقاء من غيبة كانت و اما فى العيدين لمن هو حاضر معك فلا و اما المصافحة فانها وضعت فى الشرع عند لقاء المومن لاخيه - و اما فى العيدين على ما اعتاده بعضهم عند الفراغ من الصلاة يتصافحون فلا اعرفه انتهى

یعنی معانقہ و مصافحہ بعد صلاۃ عیدین کے اس کی اصلیت ہم شرع سے نہیں پہچانتے۔

پھر علامہ ابن الحاج نے بعض علماء فارس ملک مغرب کا حال لکھا ہے کہ:

انهم كانوا اذا فرغوا من صلاة العيد صافح بعضهم بعضا

اس کے بعد علامہ ابن الحاج نے ان لوگوں کے اس فعل کو رد کیا اور فرمایا:

فان كان يساعده النقل عن السلف فياحبذ او ان لم ينقل عنهم فتركه اولى

یعنی علماء فارس کے اس عمل کا ثبوت سلف صالحین (صحابہ و تابعین) سے ہو تو بہت بڑی عمدہ بات ہے اور اگر ثابت نہ ہو تو اس کو چھوڑ ہی دینا بہتر ہے۔

اور اوپر معلوم ہوا کہ اس فعل کا ثبوت نہیں ہے، پس یہ فعل بدعت ہے،

اور عمل علماء فارس حجت نہیں ہے۔ اور اوپر حافظ ابن القیم کی عبارت سے معلوم ہوا کہ جب عمل خلاف سنت ہونے لگتا ہے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔

پس حاصل کلام یہ ہوا کہ مصافحہ و معانقہ بعد صلاۃ العیدین کے بدعت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

حررہ العبد الضعیف الفقیر الی اللہ ابو الطیب محمد شمس الحق عظیم آبادی عفا اللہ عنہ و تجاوز عن سیئاتہ

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و الصلاۃ و السلام علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین' و قد سمیت ھذہ الرسالۃ بھدایۃ النجدین الی حکم المعانقۃ و المصافحۃ بعد العیدین فقط

(از فتاوی علامہ شمس الحق عظیم آباد ص ۱۱۶-۱۲۵ طبع علمی اکیڈمی کراچی ' مرتبہ مولانا محمد عزیز)

---

## بقیہ :- عہد نامہ قدیم

گا' باپ بیٹا ایک ہی عورت کے پاس جانے سے میرے مقدس نام کی تکفیر کرتے ہیں... (عاموس... ب نمبر۲ فقرہ نمبر۶-۷)

اس عہد نامے کے بعد " عہد نامہ جدید " کا نمبر آتا ہے ان شاء اللہ ساتھ رہا' تو آئندہ ہم اس کے " نشیب و فراز " کا جائزہ لیں گے اور ان شاء اللہ اسے ایک ہی نشست تک محدود رکھیں گے کیونکہ وہ عہد نامہ قدیم کی نسبت بہت مختصر ہے'. دعا کیجئے کہ اللہ ہمیں حق بات کہنے ' سمجھنے کی اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ! آمین

وما علینا الا البلاغ المبین